Name of Scholar	**:**	**Zahira Parveen**
Name of the Supervisor	**:**	**Dr. Kausar Mazhari**
Department	**:**	**Urdu**
Title of the Thesis	**:**	**Bano Qudsia ki Fiction Nigari**

ABSTRACT

اردو ادب میں فکشن نگاری کی روایت کو آگے بڑھانے میں نہ صرف ممتاز ادیبوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں بلکہ خواتین نے بھی فکشن نگاری کو ایک نئی جہت سے آشنا کرایا ہے۔ ان خواتین فکشن نگاروں میں خدیجہ مستور، رشید جہاں، واجدہ تبسم، بانو قدسیہ وغیرہ کے نام انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

ترقی پسند تحریک کی ابتدا ہوتے ہی اہلِ قلم خواتین نے مرد اور عورت کی اس خانہ بندی کو توڑ دیا جو موضوعات کے محدود دائروں میں ان دونوں صنفی اکائیوں کو علیحدہ علیحدہ کیے ہوئے تھی۔ چنانچہ وہ تمام موضوعات جن پر مرد لکھ سکتے تھے خواتین کی توجہ کا مرکز بن گئے اور انھوں نے ان پر آزادانہ لکھنا شروع کردیا۔ ان موضوعات میں نفسیات، فلسفہ، جنسیات، تہذیب، سیاست اور سائنس وغیرہ سبھی کچھ شامل تھا۔

1950 کے درمیان ناول کی تشکیلِ نو کے لیے باضابطہ طور پر مختلف اسلوب اور ہیئتیں وضع کی گئیں یہ دور بنیادی طور پر تجربوں کا دور تھا۔ اردو کی خواتین فکشن نگاروں میں بانو قدسیہ کا نام بہت معتبر اور نمایاں ہے۔ فکشن کے سفر میں ان کی خودشناسی اور خود اعتمادی نے انھیں پوری طاقت بخشی۔ انھوں نے فکشن میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں اس سے فکشن کو ایک نئی سمت ملی۔ ان کا ادبی سفر 52-1951 میں شروع ہوا۔ فکشن کی دنیا میں ان کی شہرت ان کے مشہور افسانے 'کلو' اور ان کے ناول 'راجہ گدھ' سے ہوئی۔ ان کے یہاں کردار موضوع، پلاٹ اور پیش کش دیگر خواتین فکشن نگاروں سے منفرد نظر آتے ہیں۔

بانو قدسیہ انسان کی کہانی انسان کے لیے لکھتی ہیں۔ انھیں اپنی مٹی اور زمین سے بہت لگاؤ اور محبت ہے تبھی تو ان کے افسانوں میں زمین سے لگاؤ اور محبت کا جذبہ حد درجہ نظر آتا ہے۔ قدسیہ کی کہانیوں میں تقسیم ہند کے المیہ کو بھی بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

بانو قدسیہ کے افسانوں میں اقدار، تہذیب اور زندگی کی شکست و ریخت کے کم و بیش تمام پہلوؤں پر روشنی پڑتی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے ناولوں میں 'ماضی کی بازیافت' حال کی آواز اور مستقبل کی تابنا کی کو بھی بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ان کے افسانوں اور ناولوں کے متون میں نثر کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے اور کہانیوں کی لسانی ساخت کہیں کہیں

قاری کو موسیقیت سے بھی قریب کردیتی ہے۔

بانو قدسیہ نے اپنے فن میں سماجی مسائل کو اس وقت برتا، جب سماجی سطح پر ملک بری طرح چھوت جیسی بیماری کا شکار تھا اور اس مرد اساس سماج میں عورت کو صرف گھر کی زینت کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ انھوں نے اپنے فن کے ذریعہ سماج میں عورت کے استحصال کو پیش کیا اور اسے اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا۔ان کی کہانیوں کا دائرہ عام آدمی ہے۔ امیر، غریب، نوکر، افسر، ماتحت تمام لوگوں کے کردار ان کی کہانیوں میں جیتے جاگتے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے کرداروں کی نفسیات کو بہت قریب سے پرکھتی ہیں۔ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ان میں رچ بس کر انھیں تخلیق کرتی ہیں۔

بانو قدسیہ خاندان اور گھریلو معاملات کو پیش کرنے میں ملکہ رکھتی ہیں۔ ان کے زیادہ تر کردار آج کے حقیقی مسائل کو پیش کرتے ہیں۔ بانو قدسیہ نے چند اہم ڈرامے بھی قلم بند کیے ہیں۔ اس تحقیقی کام سے ایک طرف جہاں مختصر افسانہ اور ناول نگاری کی سمت و رفتار طے کرنے میں بانو قدسیہ کی خدمات ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہیں دوسری طرف مرد فکشن نگاروں کے درمیان ایک خاتون فکشن نگار کی حیثیت اور تعین قدر کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

میرا یہ تحقیقی کام پانچ ابواب اور حاصل مطالعہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں بانو قدسیہ کے سوانحی کوائف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسرے باب میں بانو قدسیہ کے عہد اور ان کی معاصر فکشن نگار خواتین کو اس وقت کے تہذیبی و تخلیقی تناظر میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اور ان کی فکشن نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرے باب میں بانو قدسیہ کی افسانہ نگاری کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بانوقدسیہ کی افسانہ نگاری کی تمام جہتوں کو آشکار کرنے کی کوشش مثالوں کے ذریعے کی گئی ہے۔ اس باب میں بانو قدسیہ کی کہانیوں کے تنقیدی مطالعہ سے ان کے شعریات کی بھی وضاحت کی گئی ہے

چوتھے باب میں بانو قدسیہ کی ناول نگاری کا تنقیدی مطالعہ شامل ہے۔ جس میں ان کے شاہکار ناولوں ایک دن، راجہ گدھ، پروا، موم کی گلیاں، اور شہر بے مثال کے موضوع، پلاٹ، کردار اور تکنیک کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

پانچویں باب میں بانو قدسیہ کے اسلوبِ نگارش پر بحث کی گئی ہے، اس باب میں مختلف خواتین فکشن نگاروں کے اسلوبِ نگارش اور اندازِ بیان کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

آخری باب حاصلِ مطالعہ ہے جس میں تمام ابواب کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے۔ دراصل اسی باب میں بانو قدسیہ کے تعین قدر کی کوشش کی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ بانو قدسیہ اسلوب، موضوع، پلاٹ اور کردار کے ساتھ پوری طرح انصاف کرتی ہیں۔ ان کے فن میں زبان اور بیان پختہ ہوتا ہے۔ فکر میں ایک منفرد توانائی نظر آتی ہے۔ ان کے افسانوں اور ناولوں سے اردوداں ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں گے۔